اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

صلوٰۃ و سلام

مونس زبیری

الصّلوٰۃُ وَ السّلامُ علیکَ یا رسُولَ اللہ

صلوٰۃ و سلام

مُونس زُبیری

فیروز سنز لمیٹڈ

لاہور ○ راولپنڈی ○ کراچی

دوسری بار	۱۹۶۷
تعداد	۲۰۰۰
قیمت	۲٫۰۰

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور • باہتمام عبدالسلام خاں پرنٹر و پبلشر

ترتیب

۱- پیش لفظ	۵
۲- تقریظ	
حضرت پیر محمدؐ کرم شاہ صاحب	۹
۳- صلوٰۃ (دُرود شریف)	۱۵
دُرودِ صدقہ	۲۸
دُرودِ بشارت	۲۹
دُرودِ سعادت	۲۹
دُرودِ ہزارہ	۳۰
دُرودِ قرآنی	۳۰
دُرودِ ناریہ	۳۱
دُرودِ قلبی	۳۲
دُرودِ نُور	۳۳
دُرودِ طیّب	۳۴
دُرودِ غوثیہ	۳۵

درود محمدی	۳۶
درودِ زیارت	۳۷
درودِ کامیابی	۳۹
۴۔ سلام	۴۱
۵۔ سوالنامہ	۶۰
۶۔ جوابات	۶۱
۷۔ وہ سلام جو روضۂ اطہر پر پیش کیا جاتا ہے۔	۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

صلوٰۃ و سلام ہر مسلمان پڑھتا ہے مگر ہم میں سے بیشتر صلوٰۃ (درود شریف) کی اہمیت سے واقف نہیں اور بد قسمتی سے سلام کو اختلافی مسئلہ بنا لیا گیا ہے حالانکہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں۔ قرآن مجید میں اس کا حکم موجود ہے۔ احادیث شریفہ میں اس کا ذکر ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ درود و سلام بھیجنے والوں پر اللہ تعالیٰ خود سلام و درود بھیجتا ہے، درود و سلام مجھ تک پہنچائے جاتے ہیں اور میں سلام کا جواب دیتا ہوں ان ارشادات کی موجودگی میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مجھے خیال آیا کہ صلوٰۃ و سلام کی اہمیت واضح کرنے کے لیے ایک کتابچہ تحریر کروں۔ مگر میری علمی بے بضاعتی سد راہ بن گئی۔ چند علمائے کرام سے اس موضوع پر لکھنے کی درخواست کی۔ خیال تھا کہ ان

کے مضامین کے ساتھ اپنا مضمون شائع کردوں گا مگر تقریر کے مردِ میدان تحریر کے میدان میں نیاز مند ثابت ہوئے۔ پھر میں نے چند علمائے کرام کو ایک سوالنامہ بھیجا مگر ایسے بھی خدا کے بندے ہیں جنھوں نے باوجود اِس کے کہ میں نے جواب کے لیے لفافہ بھیجا تھا، خاموشی اِختیار کی۔

جن علمائے کرام نے میرے سوالنامے کا جواب دیا اِن کا میں بہت ممنون ہوں، بالخصوص مولانا مفتی محمد شفیع صاحِب کا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ میں اُن کے جوابات اپنے مطالعے کے نچوڑ کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔ مجھے تعجّب ہے کہ بعض علمائے کرام سلام کے لیے بدعتِ سیّئہ اور حرام جیسے الفاظ اِستعمال کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تو یہ گستاخی ہے۔

علاّمہ حافِظ ریاض احمد صاحِب اشرفی کا میں بہت مدّاح ہوں اور ہمیشہ ان کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ سلام بالقیام کے سلسلے میں میرا اُن سے معمولی سا نظریاتی اختلاف ہے لیکن اس سے ہمارے تعلّقات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ موصوف نے نہ صرف

میرے خط کا جواب فوراً دیا بلکہ جواب کے لیے جو میں نے ٹکٹ بھیجا تھا وہ بھی واپس کر دیا۔

سوالنامے کے جوابات کو غور سے پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان عُلماء کو بھی دراصل سلام پر اعتراض نہیں ہے بلکہ اعتراض بعض لوگوں کے اس عقیدے پر ہے کہ جس وقت سلام پڑھا جاتا ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بہ نفسِ نفیس تشریف لے آتے ہیں۔ میرا ارادہ اس موضوع پر قلم اُٹھانے کا نہیں تھا لیکن چونکہ فتاویٰ میں اس کا ذکر آگیا ہے اس لیے میں نے بھی اپنی رائے کا اظہار کر دیا۔ سلام بالقیام میلاد شریف کے ساتھ مخصوص ضرور ہے۔ اس لیے کہ فرشتوں کی سُنّت ہے مگر بعض لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ سلام بلا میلاد شریف کے بھی پڑھا جاتا ہے۔

میں اپنے مرشدِ محترم حضرت خواجہ محمد عبدُالمجید صاحب قادری اور پیر محمد کرم شاہ صاحب کا بیحد ممنون ہوں کہ انھوں نے مسودہ ملاحظہ فرما کر اس کے متعلق توصیفی کلمات تحریر فرمائے۔ دراصل اوّل الذکر کے فیضِ صُحبت سے میرے قلم میں روانی آئی ہے۔ میں

موخّر الذکر کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اِس رسالے پر تقریظ لکھی۔

دراصل جو لوگ سلام بالقیام پر اعتراض کرتے ہیں اُن کے دِل میں درد نہیں ہوتا۔ طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ جو سلام بالقیام کا قائل نہیں ہے وہ زبان سے کچھ نہ کہے، نہ دوسروں کو اِس فعل سے روکے۔ اور جو لوگ قیام کرتے ہیں وہ قیام نہ کرنے والوں کو قیام پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اِس لیے کہ محبّت اور عقیدت کہہ کے نہیں کرائی جاتی۔

آخر میں میں ربُّ العزّت کی بارگاہ میں نہایت عجز و انکسار سے دُعا کرتا ہوں کہ اِس رسالے کو پڑھنے والوں کا سینہ حضور نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت سے معمور ہو جائے اور وہ عقیدت و احترام سے خدا اور رسولؐ کے احکام کی بجا آوری کریں۔ آمین ثمّ آمین! بحرمتِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

مونس زبیری

تقریظ

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم۔اے (آنرز) الازہر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

جس پُر آشوب دَور سے آج ہم گزر رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ طرح طرح کے فتنے جس تندی اور بے باکی سے یورش کر رہے ہیں وہ بھی سب پر عیاں ہے۔ ملّت کے ہر بہی خواہ خصوصًا علمائے کرام کا یہ فرض اوّلین ہے کہ مسلمانوں میں ہر طرح کے انتشار کا انسداد کریں اور انھیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیں تاکہ ان فتنوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ حالات ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم سوئے ہوئے فتنوں کو جگائیں اور معمولی باتوں کو وجہ نزاع بنا کر اُمّت کے اتحاد کو پارہ پارہ کریں اور شرک سازی کی مُہم میں دوسرے فریق کے

نظریات کو جاننا یا اُن کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری قرار نہ دیں بلکہ اپنے مزعُومات کو ہی حرفِ آخر سمجھ لیں۔

محترم زبیری صاحب نے جس موضوع پر یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے اگرچہ بظاہر وہ وقت کے تقاضے کے خلاف ہے لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو انھوں نے ایک ایسی چنگاری کو بجھانے کی کوشش کی ہے جسے اگر نظر انداز کیا جائے تو وہ شعلوں میں بدل سکتی ہے۔ یہ رسالہ قارئین کے سامنے موجُود ہے۔ اس کے مطالعے سے انھیں محسُوس ہوگا کہ جناب زبیری صاحب کو اپنے آقا و مولا سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم سے کتنی محبّت اور عشق ہے اور ذکرِ میلاد کے وقت قیام کرنے کے موضُوع پر اِفراط و تفریط سے بچتے ہُوئے جس حکیمانہ انداز سے انھوں نے اِظہارِ خیال کیا ہے وہ قابلِ صد ستائش ہے۔

مجھے صرف دو چیزیں عرض کرنی ہیں :

(۱) شریعت اِسلامیہ میں کسی چیز کے جائز اور ناجائز ہونے کا معیار کیا ہے ؟

(۲) وہ بدعت جو گمراہی ہے اور جو اِنسان کو جہنّم رسید کرتی ہے ، کون سی ہے ؟

حضورِ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے
اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ وَھُوَ مِمَّا عَفَا عَنْہُ یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جس کو حرام فرمایا ہے وہ حرام ہے اور جس کے متعلق سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ اسی ارشادِ نبوی کی وضاحت حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمائی:
اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَکُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِضُعْفِکُمْ وَبَعَثَ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ وَاَنْزَلَ عَلَیْکُمْ کِتَابًا وَحَدَّ لَکُمْ فِیْہِ حُدُوْدًا اَمَرَکُمْ اَنْ لَّا تَعْتَدُوْھَا۔ وَفَرَضَ فَرَائِضَ اَمَرَکُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْھَا وَحَرَّمَ مُحَرَّمَاتٍ نَھَاکُمْ اَنْ تَنْتَھِکُوْھَا وَتَرَکَ اَشْیَاءَ لَمْ یَدَعْھَا نِسْیَانًا فَلَا تَتَکَلَّفُوْھَا وَاِنَّمَا تَرَکَھَا رَحْمَۃً لَّکُمْ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے تمھیں پیدا فرمایا۔ وہ تمھاری کمزوریوں کو خوب جانتا ہے اس نے تم میں سے تمھاری طرح رسول مبعوث فرمایا اور تم پر کتاب نازل کی۔ اس کتاب میں تمھارے لیے حدیں مقرر کیں اور تمھیں حکم دیا کہ اس کو نہ توڑو۔ اور تمھارے لیے فرائض مقرر کیے اور اُن کو بجا لانے کا حکم دیا۔ تمھارے لیے کئی چیزوں کو حرام کیا اور ان کے اِرتکاب سے تمھیں

روکا اور بعض چیزوں کو چھوڑ دیا اس لیے نہیں کہ وہ اسے یاد نہیں رہی تھیں بلکہ اس نے ازراہِ کرم ان چیزوں کا ذکر نہیں فرمایا۔ پس ان کے بارے میں اپنے آپ کو کلفت میں نہ ڈالو۔" اس لیے علمائے اصول کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جب تک کسی چیز کے حلال و حرام ہونے کا حکم نہ ہو وہ مباح ہے۔

ان احادیث اور فقہ کے قاعدوں کے مطابق جو لوگ قیام کو حرام قرار دیتے ہیں وہ کتاب و سنّت سے کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے جس سے اس کی حرمت ثابت ہو۔ اور جو اس کی اباحت کے قائل ہیں انھیں دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بدعت کے لغوی معنی نئی چیز کے ہیں۔ لیکن ہر نئی چیز گمراہی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں ایسے معمولات ہیں جو عہدِ رسالت میں نہ تھے، بعد میں علمائے امّت نے ان کو اختیار کیا اور ان پر اب تک عمل پیرا ہیں۔ اگر ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا جائے تو مسجدوں کے محراب اور مینار منہدم کرنے پڑیں گے۔ آیاتِ قرآنی کے اعراب اور حروف کے نقطے حذف کرنے پڑیں گے۔ صرف و نحو، عقائد اور دیگر علوم کو محرّمات میں شمار کرنا پڑے گا۔

مدارسِ اسلامیہ کے دروازوں پر قفل لگانے پڑیں گے۔ لیکن کوئی ذی ہوش اس طرح سوچنے کی جرأت بھی نہیں کرسکتا۔ اسی لیے علمائے اُمّت نے بدعت کی دو قسمیں بتائی ہیں۔
(۱) بدعتِ حسنہ (۲) بدعتِ سیئہ۔

علما کے بے شمار اقوال میں سے صرف علامہ نووی کی یہ عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:

اَلْبِدْعَةُ فِی الشَّرْعِ هِیَ اِحْدَاثُ مَا لَمْ یَکُنْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ مُنْقَسِمَةٌ اِلٰی حَسَنَةٍ وَقَبِیْحَةٍ (تہذیب الاسمی وللنودی ص ۲۲ ج ۱)

اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر علامہ نووی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں:

عنِ الشافعی رحمۃُ اللہ علیہ قالَ المُحدثاتُ من الاُمُوْرِ ضَرْبَانِ اَحَدُهُمَا مَا اُحْدِثَ مِمَّا یُخَالِفُ کِتَابًا اَوْ سُنَّةً اَوْ اَثَرًا اَوْ اِجْمَاعًا وَ هٰذِهِ الْبِدْعَةُ الضَّلَالَةُ وَ الثَّانِیَةُ مَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَیْرِ لَا خِلَافَ فِیْهِ لِوَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَهٰذِهِ مُحْدَثَةٌ غَیْرُ مَذْمُوْمَةٍ۔

یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نئے کاموں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ نیا کام جو کسی آیت، کسی سنت، صحابی رضی اللہ عنہ کے کسی قول یا اجماعِ اُمّت کے خلاف ہو۔ یہ وہ

بدعت ہے جو گمراہی ہے۔ اور ہر اچھی بات جو نئی پیدا کی جائے وہ مذموم نہیں ہے۔ تمام علما اس پر متفق ہیں۔

جب یہ دو باتیں آپ کے ذہن نشین ہو گئیں تو یہ بات اب واضح ہو گئی کہ قیام کا مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کو باعثِ نزاع بنایا جائے اور ایک دوسرے پر فتوے لگا کر ملّت کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جائے۔ عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادِ گرامی کے بعد (جو رسالے میں مذکور ہے) تو کوئی چیز وجہِ مخاصمت رہتی ہی نہیں۔ میں ان علما سے جن کے دل میں اسلام کی سچی تڑپ ہے اور جنھیں حالات کی سنگینی کا احساس ہے دست بستہ گزارش کرتا ہوں کہ آج ان باتوں کا وقت نہیں خدارا ان فتنوں کے انسداد کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دو جو قصرِ اسلام کی بنیادوں کو اکھیڑ پھینکنا چاہتے ہیں۔

جناب مونس زبیری صاحب نے جس جذبے کے تحت یہ رسالہ لکھا ہے اور جس حق پسندی کا ثبوت دیا ہے اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین!

عارض

محمد کرم شاہ

۲۲ جمادی الاوّل ۱۳۹۱ھ — من علماءِ الازہر الشریف، سجادہ نشین بھیرہ

صلوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۝ اَمَّا بعد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

سُورہ الاحزاب کی اس چھپنّویں آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو"۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارا رسولؐ ہمیں اس قدر محبُوب ہے کہ ہم ہر وقت اس پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں اور ہمارے فرشتے بھی آپؐ کے لیے ہر لحظہ رحمت کے طلب گار رہتے ہیں۔ سو مُسلمانو! تم پر بھی فرض ہے کہ تم ہمارے نبیؐ پر دُرود اور سلام بھیجتے رہو۔

اِس سے معلُوم ہُوا کہ آقائے نامدار، فخرِ موجُودات حضرت

محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود و سلام بھیجنا
نہ صرف ایک احسن فعل ہے بلکہ سُنّتِ اللہ بھی ہے اور
اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کو درُود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔
اس طرح درُود و سلام بھی بمنزلۂ فرض کے ہُوئے۔

بعض عُلما کا خیال ہے کہ ایک دفعہ درُود و سلام
بھیجنا فرض ہے اور اس کے بعد مُستحب۔ اس کی کوئی
توجیہہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ہم یہی معیار بنا لیں تو ہمیں
صرف ایک دفعہ ان نمازوں کے پڑھنے کی ضرورت ہے جن
کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور ایک ہی دفعہ زکوٰۃ دینے
کی ضرورت ہے۔ پس معلُوم ہُوا کہ ایک دفعہ کی دلیل صحیح
نہیں ہے۔

اِنسان جب بچّہ ہوتا ہے تو والدین کی پیروی کرتا
ہے۔ جب بڑا ہوتا ہے تو اس کے سامنے علاوہ والدین
کے اُستاد کا اور اکثر کے سامنے پیر و مُرشد کا نمونہ ہوتا
ہے اور وہ ان کے یا کسی اور پسندیدہ شخصیت کے اتّباع
کی کوشش کرتا ہے۔ ان کا اِتّباع اپنی جگہ بہت اچھّی
بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا اِتّباع
تو بہت ہی عُمدہ بات ہے۔

درُود شریف کی فضیلت تو اسی سے ظاہر ہے کہ

اس کے بغیر نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ کوئی وظیفہ بلا درود شریف کے کامیاب نہیں ہو سکتا اور کوئی دُعا عرش تک نہیں پہنچتی جب تک درود شریف نہ پڑھا جائے۔

درود شریف کے فضائل میں بے شمار حدیثیں ہیں جن میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے۔ جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو دفعہ درود بھیجے گا۔ اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالےٰ اس پر ہزار دفعہ درود بھیجے گا۔ جو شخص میری قبر پر درود پڑھے گا اس کو میں خود سنوں گا اور جو دُور سے درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دے گا جو مجھ تک اس کا درود پہنچا دے گا۔ اس کے دُنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت کر دی جائے گی اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی بنوں گا۔ مجھ پر درود پڑھنا پُلِ صراط سے گزرنے کے لیے نور کا کام دے گا۔ اور جو شخص جمعے کے دن مجھ پر اسّی دفعہ درود بھیجے اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ جو

جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور مجھ پر درُود نہ بھیجا جائے تو وہ مجلس قیامت کے دِن ان پر وبال ہو گی - یہ اختیار اللہ کو ہے کہ ان کو معاف کر دے یا عذاب دے - اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درُود نہ بھیجے - جو شخص چاہتا ہے کہ اس کو پُورا ثواب ملے تو وہ مجھ پر اس طرح درُود بھیجے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ -

ترجمہ: اے اللہ رحمت بھیج محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جو نبی اُمّی ہیں، ان کی ازواج مُطہرات پر کہ وہ اُمّت کی مائیں ہیں، ان کی اولاد پر اور ان کے اہل بیت پر جیسی کہ تو نے رحمت بھیجی ابراہیمؑ کی اولاد پر - تحقیق تو تعریف کے قابل اور بُزرگ ہے "

" مجُھ پر درُود بھیجا کرو اس لیے کہ تمھارا درُود ہر جگہ مجُھ تک پہنچتا ہے - جو شخص مجھ پر ایک بار درُود بھیجتا ہے اس پر خُدا اور اس کے فرشتے ستّر بار درُود بھیجتے ہیں " حضرت عبدُاللہ بن عُمرؓ سے بھی یہ حدیث مروی

ہے ۔

دلائل الخیرات میں حسب ذیل حدیث درج ہے :

"آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا گیا کہ جو لوگ آپ پر دُور سے دُرود بھیجتے ہیں یا جو لوگ آپؐ کے انتقال کے بعد پیدا ہوں گے کیا ان کے دُرود کی آپؐ کو خبر ہو گی ؟ فرمایا اہلِ محبّت کا دُرود میں اپنے کانوں سے سُنتا ہُوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور غیر اہلِ محبّت کا دُرود مجھ تک فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے ۔"

"حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اس کو چاہیے مجھ پر دُرود بھیجے ۔ مجھ پر دُرود بھیجنا تمھارے گناہوں کا کفّارہ ہے ۔"

"ایک حدیث میں ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ دُرود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ دُرود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو دفعہ دُرود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر لکھ دیتا ہے کہ یہ شخص نفاق اور جہنّم سے بری ہے ۔"

"ایک دفعہ حضور سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک اِنعام فرمایا ہے

اور وہ یہ کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درُود بھیجے گا اللہ تعالےٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس درجات بُلند کرے گا۔"

"حضرت جبرئیل نے حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوشخبری دی کہ جو آپ پر درُود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر درُود بھیجے گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا پروردگارِ عالم اُس پر سلام بھیجے گا۔"

"حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو سب سے زیادہ مجھ پر درُود بھیجے گا۔"

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضُور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمّت کا درُود مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ پس تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درُود بھیجتے رہا کرو۔ تمھارا درُود مجھ تک پہنچ جاتا ہے مجھ پر تمھارا درُود بھیجنا تمھاری دُعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے اور تمھارے رب کی رضا کا سبب ہے۔"

"حضرت ابُو درداؓ سے روایت ہے کہ حضُور صلّی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح اور شام مجھ پر دس دس دفعہ درود پڑھے قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔"

"حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس درود کو لے جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ اس درود کو میرے بندے کی قبر کے پاس لے جاؤ، یہ اس کے لیے استغفار کرے گا اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔"

"حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ جس کے سامنے فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے۔ ایسے شخص کا دین سالم نہیں ہے وہ ظالم اور بخیل ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت نہ کر سکے گا۔ اس کے لیے ہلاکت ہے۔ وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔"

"حضرت عبد اللہ بن بسر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعائیں ساری کی ساری رکی رہتی ہیں جب تک مجھ پہ درود نہ بھیجا جائے۔"

"حضرت عُمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں، مجھے بتایا گیا ہے کہ دُعا زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود نہ بھیجا جائے۔"

"ایک دفعہ کسی شخص نے مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد دُعا کی کہ اے اللہ مجھ کو بخش دے اور رحم کر۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے نمازی تم نے جلدی کی۔ جب نماز کے بعد بیٹھو تو اللہ کی حمد وثنا کرو، پھر مجھ پر درُود بھیجو، پھر دُعا کرو۔ یہ سُن کر اُس نے دوبارہ نماز پڑھی، پھر حمد کی، پھر درُود بھیجا۔ تب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے نمازی اب دُعا کر، قبول ہو گی۔"

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجُودگی میں نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ جب وہ نماز ختم کر چکے تو اللہ کی حمد کی، پھر درُود بھیجا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اب جو مانگو گے وہی دیا جائے گا۔"

حضرت خاتم النّبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے

کہ میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔"

"حضرت ابی حمیدؓ سے روایت ہے کہ بعض صحابہؓ نے دریافت کیا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیسے بھیجیں؟ فرمایا یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

یعنی اے اللہ رحمت بھیج محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ان کی ازواج مطہرات پر اور ان کی اولاد پر جیسی کہ رحمت بھیجی تو نے ابراہیمؑ پر۔ اور برکت بھیج محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، ان کی ازواج مطہرات پر اور ان کی اولاد پر جیسی کہ برکت بھیجی تو نے ابراہیمؑ پر۔ یقیناً تو تعریف کے لائق اور بزرگ ہے۔"

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر جمعے کو مجھ پر اسّی بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اسّی برس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ میں نے عرض کیا درود کیسے پڑھا جائے؟ فرمایا یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

حضرت ابُو امامہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جُمعے کے دن مجھ پر بکثرت درُود پڑھا کرو کیوں کہ میری اُمّت کا درُود ہر جمعے کے دن میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ پس جو زیادہ درُود پڑھنے والا ہو گا، قیامت کے دن وہ مجھ سے زیادہ قریب ہو گا"

"حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے، تم مجھ پر جُمعے کے دن اور جُمعے کی رات میں زیادہ درُود بھیجا کرو۔ جو شخص ایسا کرے گا میں قیامت میں اس کا شفیع اور گواہ ہُوں گا"

"حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے کہ تم مجھ پر زیادہ درُود بھیجا کرو۔ مجھ پر درُود بھیجنا تمھارے گناہوں کی بخشش کا سبب بنے گا۔ اور میرے لیے درجہ اور وسیلہ طلب کیا کرو۔ میرا وسیلہ اللّٰہ کے نزدیک تمھارے لیے شفاعت ہے"

جناب شیخ صالح مُوسیٰ ضریر نامی ایک بُزرگ ایک دفعہ جہاز سے سفر کر رہے تھے کہ جہاز ڈوبنے لگا۔ اس وقت ان پر غنودگی طاری ہُوئی۔ اسی حالت میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں درود تنجینا تعلیم فرمایا اور ارشاد فرمایا، اسے ہزار دفعہ پڑھو۔ انھوں نے تین سو بار ہی پڑھا تھا کہ جہاز طغیانی سے نکل گیا۔ درود تنجینا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَ تَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَ تَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

حضرت امام شافعیؒ یہ درود پڑھا کرتے تھے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَ عَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔

انھوں نے کسی کو خواب میں بتایا کہ اس درود کی وجہ سے ان کی مغفرت ہو گئی اور ان کے لیے جنت کو خوب سجایا گیا۔

کسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں یہ فرمایا کہ جو لوگ یہ درود پڑھیں گے قیامت کے دن حساب کے لیے نہیں روکے جائیں گے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہٖ الْغَافِلُوْنَ۔

ابُو طاہر نو عمری میں حدیث لکھا کرتے تھے۔ مگر آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دُرود نہیں لکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ زیارت سے مُشرّف ہُوئے۔ انھوں نے سلام کیا مگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُنھ پھیر لیا۔ پھر انھوں نے دوسری جانب جاکر سلام عرض کیا۔ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر مُنھ پھیر لیا۔ تیسری دفعہ سامنے جاکر عرض کیا کہ حضورؐ مجھ سے رُوگردانی کیوں فرما رہے ہیں؟ فرمایا جب تو میرا نام لکھتا ہے تو دُرود نہیں لکھتا۔ اس کے بعد انھوں نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسمِ گرامی کے ساتھ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا لکھنا شروع کر دیا۔

حضرت ابُوبکر بن مجاہد کے پاس ایک دفعہ حضرت شبلیؒ آئے۔ وہ انھیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ کسی نے پُوچھا یہ کیا مُعاملہ ہے؟ آپ اور سارے علمائے بغداد انھیں پاگل سمجھتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے وہی کیا جو حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا۔ پھر انھوں نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں شبلیؒ

آئے۔ وہ انھیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کسی کے پُوچھنے پر فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد ایک دفعہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ اور تین دفعہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھتے ہیں۔

شیخ ابُو سُلیمان دارانیؒ کا قول ہے کہ دُعا کے شرُوع اور آخر میں دُرود شریف پڑھنا چاہیے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ دُرودوں کو قبول کرے گا تو یہ اس کے کرم سے بعید ہے کہ وہ درمیان کی دُعا کو شرفِ قبولیت نہ بخشے۔ جو شخص ایک دفعہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دُرود بھیجے گا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتے گا جیسے کہ ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہُوا ہو۔ ایک لاکھ نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اس کا نام زُمرۂ اولیا میں تحریر ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدُالحق مُحدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت بڑھانے کے لیے جتنا زیادہ ممکن ہو دُرود شریف پڑھنا چاہیے۔

مندرجہ بالا احادیث اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دُرود شریف پڑھنا کتنا ضروری ہے۔ حضورِ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت کا طریقہ یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ دُرود شریف پڑھا جائے۔ جہاں تک وظیفوں کا تعلّق ہے، ذِکر اور دُرود شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم کثیر تعداد میں دُرود شریف پڑھا کریں۔ ذیل میں چند دُرود شریف درج کیے جاتے ہیں جن کے پڑھنے کا بہت ثواب ہے:

دُرودِ صَدقہ

ترمذی شریف میں ہے کہ صدقہ خدُا کے غضب کو بُجھا دیتا ہے۔ لیکن کِسی کے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ اس کے لیے حضورِ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ وہ اپنی دُعا میں یہ دُرود پڑھا کرے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

یعنی اے اللہ رحمت بھیج محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر

جو تیرے بندے ہیں اور رسُول ہیں۔ اور رحمت کر تمام مومن مسلمان مردوں اور عورتوں پر۔

یہ درُود کا درُود ہے اور صدقہ کا نعم البدل بھی۔

درُودِ بشارت

حضرت خالد ابنِ کثیرؒ ہر جمعے کو رات کے وقت دس ہزار مرتبہ یہ درُود شریف پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم

جس وقت ان کا اِنتقال ہُوا تو ان کے سرہانے ایک پرچہ ملا جس پر لکھا تھا بَرَآئَۃٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِد بِن کَثِیْر یعنی خالد بن کثیر کو دوزخ سے نجات ہے۔ سُبحان اللہ اس درُود شریف کے اِنعام کی خوش خبری انھیں دنیا میں ہی مِل گئی۔

درُودِ سعادت

اگر کوئی شخص حسب ذیل درُود شریف صرف ایک دفعہ پڑھے تو ستّر فرشتے ایک ہزار دِن تک اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا

مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ لَہٗ۔

حضرت امام طبرانیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حضور سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درُود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ وَ اَنْتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ کہتا رہتا ہے، یعنی تجھ پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

درُودِ ہزارہ

درُودِ ہزارہ پڑھنے سے ہزار مرتبہ درُود پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ درُود شریف یہ ہے :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اور ان کی اولاد پر، ہر ذرّے کے عوض دس کروڑ بار اور برکت اور سلامتی دے۔

درُودِ قرآنی

اِس درُود کے پڑھنے سے رحمتِ الٰہی فوراً جوش میں آتی ہے اور حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت

نصیب ہوتی ہے۔ اس کو تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ شام مستقل پڑھنے سے دین و دنیا کے کام بن جاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ مَافِیْ جَمِیْعِ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا وَ بِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا۔

یعنی اے اللہ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر، اُن کی اولاد پر اُن کے صحابہؓ پر سارے قرآن پاک میں جتنے حروف ہیں، اُن سے ہزار گنا زیادہ رحمت بھیج۔

درودِ ناریہ

اس درود شریف کے بے شمار فوائد ہیں۔ جب بھی کوئی رنج و ملال ہو یا مصیبت دامن گیر ہو، اس کو پڑھا جائے۔ انشاء اللہ تمام پریشانیاں خوشیوں میں تبدیل ہو جائیں گی اور زحمت رحمت میں بدل جائے گی۔ اس درود شریف میں اللہ تعالیٰ نے بہت طاقت رکھی ہے۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِہِ الْکُرَبُ وَتُقْضٰی بِہِ

الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ
وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ
لَّكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ ۔

یعنی اے اللہ رحمتِ کامل اور سلامِ تام نازل فرما ہمارے سردار و آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر، جن کے طفیل گرہ کھل جاتی ہے، بے چینیاں ختم ہو جاتی ہیں تمام مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں اور اچھا خاتمہ نصیب ہوتا ہے اور ان کی آل رضہ پر اور اصحابؓ پر ہر لمحہ جتنے سانس مجھے آتے ہیں گنتی میں ان کے برابر یعنی لا تعداد دفعہ، اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ!

درودِ قلبی

اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس کی ہر جائز دُعا قبول ہو اور ہر حاجت پوری ہو تو اس کو چاہیے کہ ہر دُعا میں درودِ قلبی پڑھے۔ یہ درود قلب کو منوّر کرتا ہے اور کامیابی بخشتا ہے.
درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا رَاحَتِ قُلُوْبِنَا
وَشَفِيْعِ ذُنُوْبِنَا وَطَبِيْبِ ظَاهِرِنَا وَبَاطِنِنَا مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

یعنی اے اللہ رحمت نازل فرما ہمارے سردار اور آقا پر جو ہمارے دلوں کی راحت اور گناہوں کے شفیع ہیں اور ہمارے ظاہر اور باطن کے طبیب ہیں۔ اور آپ کی اولادؓ اور صحابہؓ پر اور اُمّت کے اولیاؒ پر، قیامت کے دن تک۔

درُودِ نوُر

درُودِ نوُر نوُر کا ایک سُمندر ہے اس کے ایک ایک حرف میں سُمندر سمائے ہُوئے ہیں۔ اِس درُود کے پڑھنے والے کے دِل میں اِنشاء اللہ نوُر پیدا ہو گا۔ اگر کوئی شخص ولی اللہ بننا چاہے تو اس کو ہمیشہ پڑھے۔ کیا عجب وہ ابدال یا قُطب یا غوث بن جائے۔ اِسے جمعے کے دِن ضرُور پڑھنا چاہیے۔ یہ درُود کیا ہے، اسم اعظم ہے۔ اس کے ہمیشہ پڑھنے والے پر اَسرارِ الٰہی کھلنے لگتے ہیں۔

درُود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ وَسَیِّدِ الْاَبْرَارِ ط

یعنی اے اللہ رحمت بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نور کا نور ہیں اور بھیدوں کا بھید ہیں، اور سردار ہیں نیکوکار اور پرہیزگار لوگوں کے۔

دُرودِ طیّب

بہت ہی زبردست دُرود ہے۔ اس کے اسرار پڑھنے سے ہی کھلتے ہیں۔ اگر کسی شخص کی زندگی گناہوں میں گزری ہو اور اس کو کہیں سے فیض نہ پہنچتا ہو، گناہوں کی معافی کی طرف سے بھی مایوس ہو تو اُسے چوبیس گھنٹوں میں ۳۱۳ دفعہ یہ دُرود پڑھنا چاہیے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ وَسَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا اَحْمَدُ الْمُجْتَبٰى مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ ط

یعنی گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہمارے سردار اور آقا احمد مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر آپ کی اولادؓ و اصحابؓ پر ازواجِ مطہرات پر، دوستوں، رشتہ داروں، گھر والوں اور تمام اطاعت کرنے والوں پر رحمت نازل ہو۔

درودِ غوثیہ

اِس درودِ پاک پر محبوبِ سُبحانی قُطبِ ربّانی سیّدنا غوثُ الاعظم حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے اَوراد و وظائف کو ختم کرتے تھے۔ اکثر اولیائے کرام کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس درُود شریف کو گیارہ بار روزانہ صبح و شام پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قُرب و حضُوری عطا فرمائے گا اور اس پر بے شمار رحمتوں کا نزول ہو گا وہ ہر بدی سے محفوظ رہے گا اور اس کی ہر مشکل عجیب سے آسان ہو جائے گی۔ درُود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَنْ مَضٰی مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِیَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِیَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِیْطُ بِهِ الْحَدَّ صَلٰوةً لَا غَایَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهٰی وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا مِثْلَ ذٰلِكَ۔

اے اللہ رحمت نازل فرما ہمارے سردار محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر جن کا نور ساری مخلوق سے پہلے پیدا

ہُوا۔ اور اُن کا نُور تمام کائنات کے لیے رحمت ٹھہرا، شمار میں تمام اگلی اور پچھلی مخلوق کے برابر اور ہر نیک بخت اور بد نصیب کی گنتی کے برابر۔ اور ان پر وہ دُرود بھیج کہ گنتی میں نہ آسکے اور تمام حدُود کا احاطہ کر لے۔ وہ دُرُود جس کی نہ غایت ہو نہ اِنتہا اور نہ تمام ہوتا ہو۔ وہ دُرُود جو تیرے دوام کے ساتھ دائم رہے اور ان کے آل اور اصحاب پر اور اِسی طرح ان پر سلام نازل فرما۔

دُرُودِ محمّدی

اِس دُرُود کے فوائد بے شمار ہیں۔ اکثر صوفیا اس دُرود کو دُرُودِ اعظم کے نام سے موسُوم کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایسا ہی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں، قیامت میں کوئی مرتبہ نصیب ہو اور تمام فقر و غنا حاصِل ہو تو اس دُرُود کا بکثرت وِرد کرے۔ جب کوئی بھی کام نہ ہو، کامیابی کے آثار نظر نہ آئیں، کسی دوا یا وظیفے سے فائدہ نہ ہو، الغرض ہر طرف مایُوسی ہی مایوسی نظر آئے تو اِس دُرُود شریف کا وِرد کریں۔ انشاء اللہ ہر پریشانی خوشی میں بدل جائے گی۔ یہ دُرُود شریف دراصل ایک طاقت ہے جس کی حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی

جاتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ خَلْقِ اللّٰهِ

یعنی اے اللہ تو ہمارے آقا حضرت محمدؐ اور اُن کی آل اولاد پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسُول نبی اُمّی ہیں، جتنی تعداد میں مخلوق سانس لیتی ہے، رحمت بھیج۔ اور اِتنا درُود بھیج جو اس وقت تک رہے جب تک تیری مخلُوق قائم رہے۔

درُودِ زیارت

جو شخص اس درُود شریف کو ہمیشہ کم از کم ۳۱۳ مرتبہ پڑھا کرے گا اِنشاء اللہ حضُور نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے مُشرّف ہو گا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى لَهٗ

جو شخص پانچ جمعوں تک ہر جمعے کو یہ درُود شریف ایک ہزار بار پڑھے گا اِنشاء اللہ زیارت سے مُشرّف ہو گا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

جمعے کی شب میں دو رکعت نفل پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ آیۃ الکرسی اور گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ سلام کے بعد سو دفعہ یہ درود شریف پڑھا جائے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

کم از کم تین جمعوں تک یہ عمل کرنا چاہیے۔ اِنشاءاللہ پڑھنے والا زیارت سے مُشرّف ہوگا۔

جمعے کی شب میں دو رکعت نمازِ نفل اس طرح پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا جائے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

یہ عمل پانچ جمعوں تک کرنا چاہیے۔

زیارت کے لیے جتنے درود شریف لکھے ہیں، بہتر یہ ہے کہ غسل کرکے، دھلے کپڑے پہن کر، خوشبو لگا کر اور اگر بتیاں سلگا کر پاک صاف جگہ پر پڑھے جائیں۔ اگر مُقرّرہ وقت میں زیارت نہ ہو تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔ مگر عمل جاری رکھیں۔

انشاء اللہ زیارت سے ضرور مشرف ہوں گے۔

درودِ کامیابی

اس درود شریف کے بے شمار فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالےٰ فوراً اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس پر دو ہزار بار سلام بھیجتا ہے۔ اس کے نامۂ اعمال میں پانچ ہزار نیکیاں درج کی جاتی ہیں، پانچ ہزار گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پانچ ہزار درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔ اُس کو قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ جب تک وہ درود شریف پڑھتا رہے گا، فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ دین و دُنیا میں اس کی حاجت پوری فرمائے گا۔ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لیے واجب ہو گی۔ قبر میں اس کے لیے نور ہوگا۔ پل صراط سے آسانی سے گزر جائے گا۔ پانچ ہزار فرشتے اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کریں گے کہ وہ حضورؐ پر درود وسلام بھیجتا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں

گے کہ فُلاں بن فُلاں پر میری طرف سے سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ دُرود شریف یہ ہے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

سلام

قرآن شریف کی آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آقائے نامدار فخرِ موجودات حضرت محمّد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دُرود و سلام بھیجیں۔ اس آیت کی موجودگی میں سلام کی فرضیّت سے اِنکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ رہ گیا یہ سوال کہ سلام بھیجنا صرف ایک دفعہ فرض ہے اور اس کے بعد مُستحب، تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو صرف ایک ہی دفعہ نماز پڑھی جاتی اور ایک ہی دفعہ زکوٰۃ دی جاتی۔

حضرت عبدُالرّحمٰنؓ بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ایک بار کعب بن عجرہؓ ان سے ملے اور بتایا کہ ہم نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ ہم آپؐ پر اور اہلِ بیت پر دُرود کیسے بھیجیں۔ سلام تو ہم نے آپ سے سیکھ لیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ اس وقت بھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سلام بھیجتے تھے۔

اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سلام خود حضور سرورِ کائنات ؐ نے سکھایا تھا۔

حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کچھ فرشتے زمین کی سیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری اُمّت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابُوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی مجھُ پر سلام بھیجے اور اللہ تعالیٰ میرے پاس اس کو نہ پہنچا دے۔ اور میں اس کا جواب دیتا ہُوں۔ عربی کے الفاظ یہ ہیں مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِی حَتّٰی اُرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

اس کی یا شاید حضرت ابُوہریرہؓ کی ایک اور حدیث کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ "جو شخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ جلّ شانہٗ مجھ پر میری رُوح لوٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہُوں" تشریح کرتے ہُوئے علّامہ سیّد انور شاہ صاحب مُحدّث دارُالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص آپؐ پر سلام بھیجتا ہے تو آپ کی رُوح لوٹا دی جاتی ہے۔ اس کے یہ

معنی نہیں ہیں کہ حضور قبر میں زندہ ہو جاتے ہیں۔ وہ تو ہر حالت میں زندہ ہیں۔ بلکہ جب کوئی سلام کرتا ہے تو آپ کی توجّہ اس طرف مُنعطف ہو جاتی ہے جب کہ پہلے آپ حق سُبحانہٗ کی طرف توجّہ میں مُستغرق تھے۔

حضرت ابی طلحہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ و سلّم خُوشی خُوشی تشریف لائے اور فرمایا مجھے جبرئیل ؑ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کی اُمّت کا جو شخص آپ پر ایک دفعہ سلام بھیجتا ہے، اس پر میں دس دفعہ سلام بھیجتا ہُوں۔ اسی قسم کی روایت حضرت عبدُالرّحمٰن رضؓ بن عوف سے بھی منقُول ہے۔ فرق صرف اِتنا ہے کہ اس میں دس دفعہ کا ذکر نہیں ہے۔ اِتنا ہی ذِکر ہے کہ جو آپ پر سلام بھیجتا ہے میں بھی اس پر سلام بھیجتا ہُوں۔

ابُو سُلیمان حرانی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک دفعہ خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو میرا نام لیتا ہے اور درُود پڑھتا ہے تو وَسَلَّمَ کیوں نہیں کہتا؟ یہ چار حرف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں مِلتی ہیں۔ تو چالیس نیکیاں کیوں چھوڑتا ہے؟

ابراہیم نخعی نے خواب میں حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضورؐ کو ناراض پایا۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ تو مجھ پر درود بھیجتا ہے، سلام نہیں بھیجتا۔

اِن خوابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کی کیا اہمیت ہے۔ دراصل یہ ثواب کا کام اور پسندیدہ و مستحسن فعل ہے۔ یاد رہے کہ جو شخص حضورؐ کو خواب میں دیکھتا ہے وہ سچا خواب ہوتا ہے، اِس لیے کہ شیطان حضورِ اقدسؐ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ کوئی باشرع مسلمان ایسا نہیں ہے جو سلام نہ بھیجتا ہو اِس لیے کہ اَلتحیات پڑھتے ہیں وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی سُن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے، جس میں درود اور سلام دونوں آ جاتے ہیں۔

خود حضور سرورِ کائنات نماز میں التحیات پڑھتے تھے، یعنی اپنے آپ پر سلام بھیجتے تھے۔ لہٰذا سلام بھیجنا سُنّت ہُوا۔ مندرجہ بالا خوابوں سے سلام کی اہمیت تو ثابت ہو جاتی ہے مگر ان سے قیام (کھڑے ہونے) کا ثبوت نہیں ملتا۔ سلام بالقیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

عقیدت اور تعظیم کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ سورہ الفتح کی آٹھویں اور نویں آیت میں ارشاد ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ؕ

یعنی اے نبی ہم نے آپ کو گواہ، خوش خبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ، اس کے دین کو تقویت پہنچاؤ اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔

پس معلوم ہُوا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم کرنا خُدا کے حُکم کے عین مُطابق ہے۔

سُورۂ الاحزاب کی چھٹی آیت میں ارشاد ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی مُسلمانوں پر نبی اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے۔ اس میں احترام اور حُبّ رسُول کی بھی تعلیم ہے۔ سُوْرَۂ اَلَمْ نَشْرَحْ میں ارشاد ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ سلام بالقیام بھی اِس ذکر میں شامل ہے۔ ابنِ عطا کی تفسیر کے مطابق اس آیت

کے معنی یہ ہیں کہ اے محمدؐ جس نے تیرا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔ قرآن شریف میں یہ بھی ارشاد ہے:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ

یعنی اللہ کا ذِکر کھڑے ہوکر، بیٹھ کر اور لیٹ کر کرو۔ پس اس آیت کے مُطابق بھی سلام بالقیام جائز ہُوا۔

ابراہیم بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ میں نے روضۂ اطہر پر سلام بالقیام پیش کیا تو اندر سے وعلیکَ السّلام کی آواز آئی۔ یہی واقعہ حضرت سیّد احمد رفاعیؒ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا جن کو نہ صرف وعلیکُم السّلام یا ولدی کے الفاظ میں جواب مِلا بلکہ اِن سے مصافحہ کے لیے روضۂ اطہر سے دستِ مُبارک باہر نِکلا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایمان دار یعنی کامِل مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے ماں باپ اور مال و اولاد سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ جب کوئی شخص اس معیار پر پُورا اُترے گا تو وہ سلام بالقیام پر کبھی اعتراض نہیں کر سکتا بلکہ جذب و شوق اور وارفتگی کے عالم میں خُود ہی کھڑا ہو جائے گا۔

جب حضور سرورِ دو عالمؐ اس دُنیا میں تشریف لائے تو فرشتوں نے بحالتِ قیام سلام پیش کیا تھا۔ لہٰذا سلام

بالقیام فرشتوں کا اتّباع ہُوا اور فرشتے کوئی بُرا کام نہیں کرتے۔

ایک دفعہ سعد ابن معاذ رضؓ خدمت اقدس میں حاضر ہُوئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو حضور نبی کریمؐ نے انصار سے ارشاد فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اپنے سردار کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

ابُو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ اقدسؐ ہم سے مسجد میں باتیں کرتے کرتے کھڑے ہو جاتے تو ہم لوگ بھی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک حضورؐ کسی زوجۂ محترمہ کے گھر تشریف نہ لے جاتے۔ پس معلوم ہُوا کہ حضورؐ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا سُنّتِ صحابۂ کرام رضؓ بھی ہے۔

حضرت ابی حمیدؓ سے روایت ہے کہ حضُور سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں جاؤ تو مجھ پر سلام بھیجو اور کہو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (اے اللہ مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے باہر آنے لگو تو پھر مجھ پر سلام بھیجو اور کہو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (اے اللہ میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے) ابُو داؤد اور ابنِ ماجہ نے مسجد سے نکلنے وقت کی دُعا یُوں لکھی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں) اس حدیث کے راوی حضرت ابُوہریرہ رضؓ بھی ہیں اور علاوہ ابنِ ماجہ اور ابُو داؤد کی سُنن کے جامعُ الصّغیر اور سُننِ نسائی میں بھی یہ حدیث شامل ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ سے روایت ہے کہ جب حضُور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم مسجد میں تشریف لے جاتے تو اپنے آپ پر درُود و سلام بھیجنے کے بعد فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور مسجد سے نکلتے وقت بھی اپنے آپ پر درُود و سلام بھیجنے کے بعد فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ گویا کھڑے ہو کر سلام بھیجنا بھی سُنّت ہُوا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ سے ہی روایت ہے کہ جب مسجد میں جاؤ تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ مسجد میں سب کھڑے ہو کر ہی جاتے ہیں اور جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے سلام بھیجنے کا حُکم دیا تو ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضؓ کے اس سے انحراف کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ پس معلوم ہُوا کہ سلام بالقیام صحابۂ کرامؓ کی بھی سُنّت ہے جن کے لیے حضُور سرورِ دو عالمؐ کا ارشاد ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ط

یعنی "میرے صحابہؓ ستاروں کے مانند ہیں۔ تم اُن کا اِتباع کرو گے تو ہدایت پاؤ گے" لہٰذا سلام بالقیام ہدایت پانے کا وسیلہ ہُوا۔

حضُور خاتم النبیینؐ پر شجر و حجر سلام بھیجتے تھے تو کیا ہم اُن سے بھی گئے گزرے ہو گئے کہ اس سے احتراز کریں۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضُور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وصال ہُوا تو اہلِ بیت پاک، ان کے بعد مسلمان مرد، پھر مسلمان عورتیں اور پھر مسلمان بچّے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے حجرے میں جاتے تھے اور سلام پڑھ کر واپس آ جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ سلام بالقیام ہی تھا۔ مگر سیرت النبیؐ سیرت ابنِ ہشام اور سیرت ابنِ خلدون میں لکھا ہے کہ یہ لوگ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں اندر جاتے تھے اور نماز پڑھ کر واپس آ جاتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں اندر جانا تو یقیناً صحیح ہے اس لیے کہ حجرہ بہت وسیع نہیں تھا لیکن یہ کہنا کہ یہ ٹولیاں نمازِ جنازہ پڑھ کر آتی تھیں اور امامت کوئی نہیں کرتا تھا، سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر نمازِ جنازہ پڑھی جاتی تو ضرور کوئی نہ کوئی امامت کرتا اور اس کا نام مؤرخین لکھتے۔ اس لیے یہ بات دل کو لگتی

ہے کہ یہ حضرات اور خواتین سلام پڑھ کر باہر آ جاتے ہوں گے۔

روضۂ اطہر پر ہمیشہ سے سلام بالقیام پیش کیا جاتا ہے اور ہر مکتبِ خیال کا مسلمان وہاں سلام بالقیام پیش کرتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہاں سلام بالقیام پیش کرتے رہے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری جلد دوم باب حج میں اختتام کے قریب لکھا ہے کہ جب تک راستہ میں رہے۔ درود اور سلام پڑھتا رہے۔ جب مدینہ طیبہ کے درخت نظر آنے لگیں تو درود اور سلام میں اور زیادتی کرے۔ مسجدِ نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کے بعد سرِ مبارک کے قریب قبلہ رُو کھڑا ہو۔ فاصلہ تین گز سے کم نہیں ہونا چاہیے اور اس طرح کھڑا ہونا چاہیے جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور یوں ہونا چاہیے جیسے آپؐ لحد میں سوتے ہیں اور سلام پیش کرنے والے کے حال سے واقف ہیں اور اس کا کلام سنتے ہیں۔ سلام پیش کرتے وقت نہ آواز بہت بلند ہو اور نہ پست۔ بلکہ درمیانی ہو۔
اگر روضۂ اطہر پر سلام جائز ہے تو کوئی وجہ نہیں

کہ وہاں سے دُور جائز نہ ہو۔ کسی نیک کام کا یہ نہیں ہوتا کہ ایک جگہ جائز ہو دُوسری جگہ ناجائز۔ سلام بالقیام روضۂ اطہر سے دُور بھی یقیناً جائز ہے۔

حضرت ابُو زکریا یحییٰ بن یُوسف بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ لکھا تھا جس کا لبِّ لُباب یہ ہے کہ حضُور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اگر سونے کی روشنائی سے چاندی کی تختی پر کسی اچھے خوشنویس سے لکھوائی جائے تو بھی تھوڑی ہے اور اگر ان کی تعریف سُن کر بزرگانِ دین صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں یا دو زانو بیٹھ جائیں تو بھی تھوڑا ہے۔ کیا حق تعالیٰ نے آپ کی یہ تعظیم نہیں فرمائی کہ آپ کا نامِ مُبارک عرش پر لکھا ہے۔ آپ کا مرتبہ کتنا بڑا ہے کہ سب رُتبوں سے بلند ہے۔

ایک دن اتّفاق سے کسی نے یہ قصیدہ شیخ الاسلام تقیُ الدّین سُبکی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پڑھ دیا۔ جب پڑھنے والا اس شعر پر پہنچا کہ آپ کی تعریف سُن کر بُزرگانِ دین صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں تو جتنے مُفتی، عُلما اور فُضلا وہاں موجود تھے کھڑے ہو گئے۔

مکہ مُعظمہ کے فاضل مولینا شیخ عبداللہ سراج حنفی فرماتے

ہیں کہ وقتِ ذکرِ ولادتِ باسعادت قیام کرنا ائمہ اور علما کا متوارث ہے۔ یعنی قدیم سے چلا آتا ہے۔ اس لیے مستحسن ہے۔ مکۂ معظمہ کے مفتی عبداللہ حنفی بن محمد المرغنی فرماتے ہیں کہ اس قیام کو بہت سے علما نے بہتر سمجھا ہے۔ حسین بن ابراہیم المالکی فرماتے ہیں کہ ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا اکثر علما کے نزدیک مستحسن اور بہتر ہے۔ محمد عمر بن ابوبکر شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قیام کو علما نے بہتر سمجھا ہے اور وہ اچھا ہے اور بہتر ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم ہم سب پر واجب ہے محمد بن یحییٰ مفتیٔ حنابلہ فرماتے ہیں کہ ولادت کے ذکر کے وقت قیام واجب ہے۔

مکۂ معظمہ کے مفتی سلیمان عیسیٰ حنفی، مفتی احمد دحلان شافعی، مفتی حسن حنبلی، مفتی شرقی محمد مالکی اور دیگر مختلف الخیال اڑتیس علما کے فتوے کا اقتباس یہ ہے:

"اور علامہ البرزنجی نے عقد الجواہر میں کہا کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذکر کے وقت کھڑے ہونے کو اماموں نے پسند کیا ہے۔ پس اس کا انکار کرنے والا مرتکب بدعتِ سیئہ ہے۔ اس لیے کہ وہ ایسی شے کا منکر ہے جو اللہ کے نزدیک نیک ہے۔"

مدینہ منوّرہ کے مُفتی اور جدّہ کے سولہ عُلما کا فتویٰ بھی اسی قسم کا ہے جس میں سلام کو بدعتِ حسنہ ، اظہارِ تعظیم کا ذریعہ اور باعثِ ثواب بتایا گیا ہے ۔

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے پیر و مُرشد حضرت حاجی امدادُ اللہ صاحب مُہاجر مکّی رح اپنی کتاب "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں فرماتے ہیں " اگر کوئی شخص میلاد کی مخصوص باتوں ، تاریخ ، قیام وغیرہ کو اختیاری سمجھتا ہے اور عبادت نہیں سمجھتا بلکہ صرف مصلحت سے اُن پر عمل کرتا ہے اور حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذکر کے احترام کو عبادت جانتا ہے تو یہ بدعت نہیں ہے ۔ مثال کے طور پر وہ قیام کو بذاتِ خود عبادت نہیں سمجھتا عبادت تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذکر کی تعظیم کو جانتا ہے ۔ تو اس میں کوئی بُرائی نہیں ہے ۔ مباح فعل کو حرام اور گمراہی سمجھنا بھی غلط ہے اور واجب سمجھنا بھی شریعت کی حد سے تجاوز کرنا ہے ۔ اگر ان مخصوص باتوں کو صرف برکتوں کا حامل سمجھتا ہے تو اس کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔ اگر کوئی شخص مولود شریف کو خاص برکات کا حامل سمجھتا ہے اور انھیں

معنوں میں قیام کو ضروری سمجھتا ہے کہ یہ خاص اثر قیام کے بغیر حاصل نہیں ہو گا تو یہ بات بدعت نہیں ہو سکتی فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہے بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لُطف و لذّت پاتا ہوں۔ عملدرآمد اس سلسلے میں یہ رکھنا چاہیے کہ جو جس کی تحقیق ہو اس پر عمل رکھے۔ لیکن دُوسرے فریق کے ساتھ بغض و عداوت نہ رکھے۔ نہ تحقیر و نفرت سے دیکھے، نہ ان کو فاسق و گمراہ کہے۔ اگر قیام کو منع کرنے والے قیام کرنے والوں کی محفل میں شریک ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ اِس محفل میں قیام نہ ہو۔ اور اگر قیام ہو تو قیام کو منع کرنے والے بھی قیام میں شریک ہو جائیں۔ جہاں اِن باتوں کی عادت ہو، وہاں مخالفت نہ کریں۔"

بعض حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ جب بھی سلام پڑھا جاتا ہے تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خود تشریف لے آتے ہیں۔ یہ عقیدہ اِحترام کے خلاف ہے۔ اگر کِسی معمولی آدمی کو بھی یہ معلوم ہو کہ کہیں اس کی تعریف کی جا رہی ہے تو کیا وہ اُسے سُننے کے لیے وہاں پہنچ جائے گا؟ اور اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضور

اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روضۂ اطہر میں یہ پتا نہیں چلتا
کہ اِن پر کِس جگہ کِن الفاظ میں سلام بھیجا جا رہا ہے
اگر ہر پیر اور ہر جمعرات کو اُمّت کے اعمال ان کے
رُو برُو پیش کیے جاتے ہیں، نیک کاموں پر وہ خوش
ہوتے ہیں اور گناہوں سے رنجیدہ، درُود و سلام ان
تک پہنچ جاتا ہے، وہ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں
جیسا کہ ایک حدیث سے ظاہر ہے جو پہلے بیان ہو
چُکی ہے تو پھر انھیں سلام سننے کے لیے بہ نفسِ نفیس
تشریف لانے کی کیا ضرورت ہے - مگر میرا یہ مُدّعا
ہرگز نہیں ہے کہ وہ تشریف نہیں لا سکتے۔ وہ ضرور
تشریف لا سکتے ہیں اور ایک ہی وقت میں کئی
مقامات پر تشریف رکھ سکتے ہیں -

ایک دفعہ کِسی مُرید نے محبوبِ سُبحانی قُطبِ ربّانی
غوثِ اعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدُالقادر جیلانی رح کو روزہ
کھولنے کی دعوت دی جو انھوں نے قبول کر لی -
اتّفاق سے اُسی دِن یکے بعد دیگرے سولہ اور مُریدوں
نے حضرت کو روزہ کھولنے کی دعوت دی اور
انھوں نے سب کی دعوت قبول کر لی - اگلے دِن ان
کے مدرسے میں وہ سترہ مُرید ایک دُوسرے سے فخریہ

بیان کر رہے تھے کہ کل حضورؒ نے غریب خانے پر روزہ افطار کیا اور دوسرا آدمی اُسے جُھٹلا رہا تھا کہ نہیں کل تو حضورؒ غوثِ پاکؒ نے میرے غریب خانے پر روزہ کھولا تھا۔ اتفاق سے خادم نے سُن لیا اور کہا "آپ لوگ بیکار جھگڑ رہے ہیں۔ کل تو حضورؒ کہیں گئے ہی نہیں۔ یہیں روزہ افطارا تھا" اگر حضرت غوثُ الاعظمؒ ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہو سکتے تھے تو کیا ایک نبیؐ وہ بھی خدا کا حبیبؐ اور آخری نبیؐ، ایسا نہیں کر سکتا ؟

حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب صحابۂ کرام رضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر ہوتے تھے تو قیام کی حالت میں سلام کرنے کے بعد ہی بیٹھتے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابۂ کرامؓ نے سلام بالقیام پیش نہیں کیا۔ یہ طریقہ تو ان کا حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں تھا۔ اُن کے وصال کے بعد وہ روضۂ اطہر پر سلام بالقیام پیش کرتے تھے۔ رہ گیا یہ سوال کہ روضۂ اطہر سے دُور بھی وہ سلام پیش کرتے تھے یا نہیں ؟ اس کے متعلق کتابیں خاموش ہیں۔ ممکن ہے وہ سلام پیش کرتے رہے ہوں۔

جن لوگوں کو یہ یقین نہیں، کیا وہ کسی مستند کتاب سے ایسا کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ صحابۂ کرام رضؓ نے سلام بالقیام سے کبھی منع فرمایا ہے؟

جو لوگ سلام بالقیام کو بدعت کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک تو نعوذُ باللہ موجودہ صورت میں قرآن شریف، جو دین اسلام کی بنیاد ہے، بھی بدعت ہونا چاہیے اس لیے کہ حضور آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے قرآن شریف جمع نہیں ہوا تھا۔ احادیثؐ بھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے نہیں لکھی گئی تھیں بعد میں لکھی گئی ہیں۔ تراویح کی بیس رکعتیں جو ہم نہایت پابندی سے رمضان شریف میں پڑھتے ہیں، وہ بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں اس قدر پابندی سے باجماعت نہیں ادا کی گئیں۔ یہ حضرت عمرؓ فاروق رضؓ کے زمانے سے شروع ہوئیں۔ تو کیا یہ بھی بدعت ہو گئیں؟

فقۂ عمر رضؓ مصنّفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضؓ سے کسی نے دریافت کیا:

"کیا حضرت عمر رضؓ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟" فرمایا "نہیں" پھر دریافت کیا "حضرت ابوبکر رضؓ؟" فرمایا "نہیں"۔ سائل

نے پُوچھا "کیا رسُولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم چاشت کی نماز پڑھتے تھے ؟" فرمایا "میرا خیال ہے نہیں" تو کیا چاشت کی نماز بھی بدعت ہو گئی ؟

اگر سلام بالقیام بدعت ہے تو یقیناً یہ بدعتِ حسنہ ہے اور ایک مستحسن فعل ہے۔ جو لوگ اِسے بدعتِ سیئہ یا حرام (نقلِ کفر کفر نہ باشد) کہتے ہیں، حضُور رسالت مآب صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی شان میں گستاخی کے مُرتکب ہوتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ سلام کے لیے یہ الفاظ ان کے مُنہ یا قلم سے کیسے نکلتے ہیں!

سلام دراصل اِختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ اِسے اختلافی بنا لیا گیا ہے۔ سلام باوجُود فرض ہونے کے دینِ اسلام کا جُزوِ لاینفک نہیں ہے۔ اِس کا تارکِ دائرۂ اِسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ جس شخص کے دِل میں درد ہو گا، جسے حضُور سرورِ کائنات صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سے محبّت ہو گی، اسے سلام بالقیام پر کبھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ جسے محبّت نہ ہو گی اور جس کا دین اِتنا کمزور ہو کہ کھڑے ہونے سے اُسے مزید ضعف پہنچنے یا ختم ہونے کا احتمال ہو تو ایسے شخص کو کبھی قیام پر مجبور نہیں کرنا چاہیے، نہ اسے بُرا سمجھنا چاہیے۔ اسے بھی یہ چاہیے کہ سلام بالقیام

کرنے والوں کو بُرا، بدعتی یا گمراہ نہ کہے اور نہ اُسے سلام سے روکے اس لیے کہ اس کا یہ فعل حُبِّ رسولؐ اور عقیدتِ نبیؐ سے روکنے کے مترادف ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضورِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کی اور صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا سینہ عشقِ رسولؐ سے معمور کر دے اور آپس کے اختلافات دُور کر دے۔ آمین!

سوالنامہ

۱۔ کیا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کی روشنی میں سلام بھیجنا فرض ہے؟

۲۔ بعض علما کہتے ہیں کہ سلام صرف ایک دفعہ بھیجنا فرض ہے۔ اس کے بعد مستحب ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

۳۔ اگر سلام فرض ہے تو بعض لوگ اِسے بدعت کیوں کہتے ہیں؟ اگر یہ بدعتِ حسنہ بھی ہے تو کیا اِس سے روکنا جائز ہے؟

۴۔ کیا صحابۂ کرام رض نے کبھی سلام بالقیام سے منع فرمایا ہے؟

۵۔ روضۂ اطہر پر ہر مکتبِ خیال کا مسلمان سلام بالقیام پیش کرتا ہے۔ مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ روضۂ اطہر سے دُور بعض لوگوں کے نزدیک یہ بدعت بن جاتا ہے؟

۶۔ کیا صحابۂ کرام رض نے روضۂ اطہر پر سلام پیش نہیں کیا؟

جوابات

حضرت خواجہ الحاج محمدؒ عبدالمجید احمد صاحب قادری

۱۔ آیتِ مذکورہ کے مطابق سلام فرض ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

۲۔ جہاں تک آیت کا تعلق ہے اس میں ایک بار یا بار بار کی وضاحت نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ میں تواتر پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی یہ حکم وارد ہے۔ ویسے کسی نیک کام کے اعادے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ایک عمدہ فعل ہے، جس کا کرنا نہ کرنے سے افضل ہے۔

۳۔ بدعت اسے کہتے ہیں جو دین میں کوئی نئی بات پیدا کر لی جائے۔ بدعتِ حسنہ نیک کاموں کی ایجاد ہے۔ سلام فرض ہونے کی حیثیت سے اپنے ساتھ آداب رکھتا ہے۔ قیام فرشتوں، صحابہؓ اور اولیائے امت کی سنّت ہے فلہذا بدعت نہیں ہے۔ اگر اسے کوئی بدعت قرار بھی دیتا ہے تو اس پر سیکڑوں

غیر بدعتیں قربان ہیں۔ اِس لیے کہ یہ حضور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت اور عقیدت کا مظہر ہے۔ میرے نزدیک اس سے روکنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ میری نظر سے ایسا کوئی حوالہ نہیں گزرا جس سے معلوم ہو کہ صحابۂ کرام رضؓ نے کبھی کِسی کو سلام بالقیام سے روکا ہو بلکہ متأخرین میں بھی پیشوایانِ سوادِ اعظم نے نہیں روکا اور اگر کِسی نے روکا تو اِجماعِ اُمّت کے خلاف روکا۔

۵، ۶۔ روضۂ اطہر پر صحابۂ کرام رضؓ سلام بالقیام عرض کرتے رہے اور آج تک ہر مکتبِ فکر کا مسلمان سلام بالقیام پیش کرتا ہے۔ ایک نیک کام جو ایک جگہ جائز ہے کوئی وجہ نہیں ہے کہ دُوسری جگہ ناجائز ہو جائے۔

مُفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مُفتی محمدؔ شفیع صاحب

حامِداً و علیاً۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ عُمر میں ایک دفعہ حضوُر سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دُرود بھیجنا فرض ہے اور جب بھی کِسی مجلس میں حضوُر صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام مُبارک آئے یا سُنے ایک دفعہ دُرود بھیجنا واجب ہے اور عام حالات و اوقات میں مُستحب (درمختار۔ شامی ص ۲۴۶ ج ۱)

اور حضوُر صلّی اللہ علیہ وسلّم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہر شخص کے لیے سعادت مندی اور مُوجب خیر و برکت اور کارِ ثواب ہے جو ہر حالت میں جائز ہے۔ کھڑے ہو کر بھی بیٹھ کر بھی۔ لیکن اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کو ضروری سمجھے تو یہ بدعت ہے۔ اِس لیے کہ عہدِ صحابہؓ میں کِسی نے اس کی پابندی نہیں کی۔ خود نماز میں بھی دُرود شریف بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔

آج کل بعض لوگوں نے چونکہ دُرود شریف کے لیے کھڑے ہونے کو ضروری قرار دیا ہے بلکہ بعض لوگ اِس عقیدے کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں کہ حضوُرؐ حاضر و ناظر ہیں، اِس لیے اس کی پابندی کرنا بدعت ہے۔ اِسے ترک کرنا چاہیے۔ ہاں کوئی اِتفاقاً کھڑے ہو کر دُرود شریف

پڑھ لے تو مضائقہ نہیں ۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کھڑے ہو کر درُود شریف پڑھنا جائز بلکہ مسنُون ہے ۔ مطلق کھڑا ہونا ممنُوع نہیں ۔ کھڑے ہونے کو ضرُوری سمجھنا ممنُوع ہے ۔

علّامہ الحاج حافظ ریاض احمد صاحب اشرفی فاضلِ دیوبند

۱، ۲ - آیۂ کریمہ محوّلہ بالا سے صلوٰۃ و سلام کی فرضیت ثابت ہے - جب بھی ایک مجلس میں حضور اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کا اسمِ مبارک پہلی مرتبہ لیاَ یا سُنا جائے تو کہنے والے اور سُننے والے پر حضور علیہ السّلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا فرض ہو جاتا ہے ۔ اس کا بالقصد ترک کرنے والا سخت قسم کا محرُوم ہے اور اگر انکار کرے تو کافر ہے - اس کے بعد جتنی مرتبہ اسمِ مبارک لیا یا سُنا جائے صلوٰۃ و سلام بھیجنا مستحب و مستحسن ہے اور صلوٰۃ و سلام صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام یا علیہ السّلام کہنے سے ادا ہو جاتا ہے (فتاویٰ شامی جلد اوّل ص۳۸۱ مطبوعہ مصر)

۳ - سلام بالقیام سے اگر فقط یہ مُراد ہے کہ حضور علیہ السّلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہوئے کھڑا ہونا اس کی شرائط سے ہے تو یہ یقیناً غلط ہے۔ اس لیے کہ نماز کے تشہّد میں باقاعدہ السّلامُ علیکَ ایّھا النّبی وَرحمۃُ اللّٰہ وَ برکاتہٗ پڑھا جاتا ہے اور اس کا پڑھنا فرائض و واجبات میں سے ہے لیکن اسے جس

حالت میں پڑھا جاتا ہے اُسے قعدۂ اُولیٰ اور قعدۂ ثانیہ ہی کہتے ہیں اور اس میں لفظ قعدہ ہی قیام کی نفی کر رہا ہے۔ اگر کوئی سلام کو قیام کے ساتھ ضروری سمجھتا ہے تو یقیناً بدعت ہے اور بدعت بھی حسنہ نہیں سیئہ ہے۔ ۔ اگر قیود و شروطِ فاسدہ نہیں رکھتا بلکہ محض ادباً کھڑا ہوتا ہے اور حضورؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حاضر و ناظر ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتا تو پھر بدعت نہیں، بلکہ امرِ مباح ہے۔

۴۔ اگر اس سے میلاد شریف والا قیام مراد ہے تو یہ قیام شروع ہی ۶۰۴ھ میں ہُوا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ پھر اس کے ثبوت و عدم ثبوت کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تلاش کرنا عبث ہے۔
ابنِ خلکان نے اپنی تاریخ میں عمر بن محمد موصلی عراقی کو قیام کا بانی ٹھہرایا ہے اور اس سے قبل میلاد شریف کے قیام کا ذکر نہیں ملتا۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے لیے کھڑا ہونا بیٹھنا، لیٹنا کوئی شرط نہیں۔ بلکہ باوضو ہونا بھی شرط نہیں۔ البتّہ باوضو ہونا، مؤدّب بیٹھنا یا

روضۂ اقدس کے سامنے مؤدّب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام بھیجنا یقیناً اجر و ثواب کی زیادتی کا سبب ہے ۔ بعض لوگ حضور رسول اکرم صلّی اللہ علیہ و سلّم کو بنفسِ نفیس مجلس میں حاضر مانتے ہیں جس کا شریعتِ مُطہّرہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے ۔ البتّہ کسی ولی اللہ اور عاشقِ رسُول اللہ کو حضُور علیہ السّلام کی زیارت ہو اور وہ اپنے اس حال میں کھڑا ہو جائے تو اس کا کوئی مُنکر نہیں ۔ بلکہ بُزرگوں کی تعلیم یہ ہے کہ باقی حاضرینِ مجلس بھی کھڑے ہونے میں اس صاحبِ حال کی موافقت کریں تاکہ اس کی حالت میں " قبض " نہ ہو ۔ اس صاحبِ حال کے قیام میں اور رسمًا میلاد کرانے والوں کے سلام کے وقت قیام میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔

۵ ۔ روضۂ اطہر سے دُور اِس لیے بدعت بن جاتا ہے کہ اولاً تو وہ روضۂ اقدس کے سامنے نہیں ، اِس لیے کھڑا ہونا ضروری نہیں ۔ ثانیاً محض ایک رسم کے طور پر کرتا ہے کہ " صاحبِ حال " نہیں ۔ پھر یہ مسئلہ احناف کا مُتّفقہ ہے کہ سنّت اور بدعت کا احکام میں اِختلاف ہو تو بدعت کے ارتکاب کے بجائے

ترکِ سُنّت قابلِ ترجیح ہوگا (ص۴۷۵ شامی جلد اوّل)
یعنی علمائے کرام میں سے ایک گروہ ایک بات کو سُنّت کہے اور دُوسرا بدعت، دلائل جانبین کے پاس ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ ترکِ سُنّت کیا جائے تاکہ بدعت سے بچا جا سکے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں دربارۂ قیام یُوں درج ہے "بعض لوگ تارکینِ قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بے جا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں، پھر ملامت کیوں۔ بلکہ اس ملامت سے شُبہ کا اِصرار پیدا ہوتا ہے جس کی نسبت فقہا نے فرمایا ہے کہ اِصرار سے مُستحب بھی معصیت ہوتا ہے (ص۴ کلیاتِ اِمدادیہ۔ فیصلہ ہفت مسئلہ مطبُوعہ دیوبند)

اگر کوئی شخص حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کی روشنی میں قیام کرے اور اُن پابندیوں کو جو میلاد کی محافل میں ہوتی ہیں، شرعی پابندیاں قرار نہ دے بلکہ رسمی سمجھے یا ضابطے کی سمجھے تو قیام میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

جن طبائع پر تصوّف کا غلبہ ہوتا ہے ان پر خشیّتِ الٰہی کے غلبے کے سبب حسنِ ظن غالب ہوتا ہے۔ اسی بنا پر صوفیاءِ کرام رحمہم اللہ ہر شخص کے قول کی مناسب تاویل کرکے بچاتے ہیں اور علماء و فقہاءِ کرام کے پیشِ نظر احکام و اوامرِ الٰہیہ کا محض ایضاح اور نفاذ ہوتا ہے۔ اس سبب سے ان کے ہاں بجائے حُسنِ ظن کے اِحقاقِ حق ہوتا ہے۔

حضرت امام الائمہ ابُو حنیفہ رح اور اُن کے صاحبین امام ابُو یوُسف و امام محمّد رح میں کِتنا اختلاف ہے اور اکثر معاملات میں فتویٰ حضرت امام ابُو حنیفہ رح کے خلاف ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجُود ہم حنفی ہی کہلاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح حضرت حاجی صاحب رح سے اختلاف کے باوجُود ہم ان کے مُعتقد ہی ہیں، جیسے حضرت غوثِ اعظم رح کے احکامِ فقہ سے اِختلاف کے باوجُود ہم اُن کے مُعتقد اور مُرید ہیں۔ حضرت غوثِ اعظم رح حنبلی تھے۔ آپ نماز میں رفعِ یدین کرتے تھے اور آمین بالجہر کہتے تھے۔

٦۔ صحابۂ کرام رض جب بھی روضۂ اقدس پر حاضری دیتے

سلام بھی عرض کرتے تھے۔ بالکل انھیں کے اِتباع میں ہم بھی روضۂ اقدس کی حاضری کے وقت بڑے ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر حضور اقدس میں سلام پیش کرنے کو بہت بڑی سعادت سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قبرِ مبارک پر سلام کو حضورِ اقدس خود سماعت فرماتے ہیں۔ فصلّی اللّٰہ وسلّم علی سیّدنا و مولانا محمّدٍ وّ آلہٖ۔

حضرت علامہ قاضی زاہدُ الحسینی فاضل دیوبند۔ دار الارشاد۔ کیمبل پور

جہاں تک سلام بالقیام کا مسئلہ ہے میرے نزدیک یہ وجدانی اور رُوحانی مسئلہ ہے۔ اگر ایک آدمی کو کھڑے ہو کر دُرود پڑھنے میں رُوحانی سُرور حاصل ہوتا ہے تو وہ ضُرور ایسا کرے مگر اس کو فقہی اور آئینی رنگ نہ دے کیونکہ اس کے لیے پھر دلائل ضروری ہوتے ہیں۔ ہمارے فقہائے کرام نے ایک مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر مطلع صاف ہو اور ایک آدمی چاند دیکھ لے تو ظاہر ہے کہ ایسی صُورت میں ایک آدمی کی گواہی تو معتبر نہیں۔ قاضی فقہی اور آئینی طور پر ایک آدمی کی گواہی رد کر دے گا۔ مگر اس آدمی کو چونکہ یقین ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے اس لیے اس کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔

بعض لوگ صلوٰۃ و سلام پڑھتے وقت اس حد تک غلُو کر جاتے ہیں کہ سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خود تشریف آوری کا حکم دے دیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی خوش بخت کو واقعتاً سیّد دو عالمؐ کی زیارت ہو گئی تو میرا عقیدہ ہے کہ وہ سر کے بل کھڑا ہو جائے تو بھی کم ہے۔ اور اگر یہ بات نہیں تو پھر یوں کہنا نا دُرست ہے۔

مفتی محمدؒ فرید صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱- صلوٰۃ و سلام عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے ا اِس آیت کی بنا پر اور بدعت کسی وقت بھی نہیں ہے۔ اِلاّ لعوارضِ خارجیّۃ)

۲- فقہاءِ کرام نے لکھا ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور جب کسی مجلس میں پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک ذکر کیا جائے تو ایک دفعہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب ہے اور نماز میں سُنّت ہے اور باقی اوقات میں مستحب ہے (ردالمختار ج اص ۴۸۳)

۳- بعض اوقات میں صلوٰۃ و سلام مکروہ ہے۔ لہٰذا اس سے روکنا چاہیے (شامی ج اص ۲۸۲) مثلاً مسجد میں رفعِ صوت سے پڑھنا خصوصًا جبکہ مصلّی اور قائم کے لیے تکلیف دہ ہو۔

۴- اس زمانے میں یہ مُروّجہ سلام نہیں تھا۔

۵- وہاں سلام بالقیام جائز ہے (فتح القدیر) اور بدعت اِلتزامِ قیام ہے اور اعتقادِ فاسد ہے۔

۶- اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اپنے نفس سے عبادت کے نئے نئے طریقے اِختراع کرنا مسئلہ زیرِ بحث ہے۔

مُفتی غلام رسُول صاحب جامعۂ رضویہ لائل پُور

۱ - جی ہاں - ایک بار درُود شریف پڑھنا فرض ہے اور اِس سے زیادہ مُستحب -

۲ - ایک بار صلوٰۃ و سلام عرض کرنا فرض ہے اور اس سے زیادہ مُستحب -

۳ - سرورِ کائنات پر سلام عرض کرنا مُستحب ہے۔ بدعت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اس کے بعد کون جاہل ہے جو کہے کہ آپ پر سلام عرض کرنا بدعت ہے - رہا یہ سوال کہ اسے بدعت کیوں کہتے ہیں یہ آپ ان لوگوں سے پُوچھیں جو اِسے بدعت کہتے ہیں -

۴ - اِس کا کوئی ثبوت نہیں ہے -

۵ - رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، تم جہاں کہیں ہو مجھ پر زیادہ درُود شریف پیش کرو - نیز فرمایا محبّت سے درُود شریف پڑھنے والے کا درُود میں سُنتا ہُوں اور قبول فرماتا ہُوں - پھر اُسے بدعت کہنا

کیوں کر جائز ہے ؟

۶ - سیدِ عالَم صلّی اللہ علیہ و سلّم کا جنازہ شریف ہی صحابۂ کرام رضؓ نے سلام بالقیام سے پڑھا تھا ۔ روضۂ اطہر پر سلام بالقیام میں کِسی کا اِختلاف نہیں ۔ صحابۂ کرام رضؓ کا بھی یہی معمول تھا ۔ اس کی مُمانعت میں کوئی روایت نہیں ہے ۔

وہ سلام جو روضۂ اطہر پر پیش کیا جاتا ہے :

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا رَسُوۡلَ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا حَبِیۡبَ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا خَلِیۡلَ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا نَبِیَّ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا صَفِیَّ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا خَیۡرَ خَلۡقِ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا مَنۡ اِخۡتَارَہُ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا مَنۡ اَرۡسَلَہُ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا مَنۡ زَیَّنَہُ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا مَنۡ شَرَّفَہُ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا مَنۡ کَرَّمَہُ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا مَنۡ عَظَّمَہُ اللّٰہ

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا سَیِّدَ الۡمُرۡسَلِیۡن

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا اِمَامَ الۡمُتَّقِیۡن

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا خَاتَمَ النَّبِیّیۡن

الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یا شَفِیۡعَ الۡمُذۡنِبِیۡن

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَنِيْسَ الْغَرِيْبِيْن
اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

صَلَوَاتُ اللهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَ اَنْبِيَائِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَحَمَلَةَ عَرْشِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ وَّحِيْنٍ ؕ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى مَلٰئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ وَ عَلٰى اَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ وَ ارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؕ

پاکٹ بک سیریز

- آغا خان
- امام رازیؒ
- ابنِ عربی
- امام ابنِ تیمیہ
- البیرونی
- امیر تیمور
- امام غزالی
- اکبرِ اعظم
- اکبرِ اعظم کے نورتن
- اورنگ زیب عالمگیر
- امیر خسرو
- بُلھے شاہ
- بابا فرید گنج شکرؒ
- جہانگیر
- چاند بی بی
- حضرت امام حسینؓ

- حضرت عثمانؓ
- حضرت عُمر فارُوقؓ
- حضرت علاؤالدین صابر
- حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ
- حضرت عائشہؓ
- حضرت عیسیٰؑ
- حضرت موسیٰؑ
- حضرت علیؓ
- حضرت ابُوبکر صدیقؓ
- حیدرِ علی
- خواجہ معینُ الدین چشتیؒ
- خالد بن ولید
- داتا گنج بخشؒ
- رضیہ سُلطانہ
- زرتشت
- سلیمان اعظم

- سُلطان محمد فاتح
- سر سیّد احمد خان
- سیّد احمد شہید
- سیّد امیر علی
- سُلطان ٹیپُو
- سراج الدّولہ
- شاہ ولی اللہ
- شیر شاہ سُوری
- شاہ عبدُاللطیف بھٹائی
- شاہ جہاں
- صدر ایّوب
- صلاحُ الدّین ایّوبی
- طارق بن زیاد
- ظہیرُ الدّین بابر
- عُمر بن عبدُالعزیز
- علاؤُالدّین خلجی

- غوثِ اعظمؒ
- کمال اتاترک
- قائدِ اعظم محمد علی جناح
- مولانا احمد رضا خان
- مجدّد الف ثانیؒ
- مولانا رُوم
- محترمہ فاطمہ جناح
- مہاتما بُدھ
- محمّد بن قاسم
- محمُود غزنوی
- نُور جہاں
- وقارُالملک
- وارث شاہ
- ہارُون رشید
- یاجوج ماجوج

فیروز سنز لمیٹڈ

لاہور — راولپنڈی — کراچی